سوال

میری شادی کو چار ماہ ہوئے ہیں، بیوی اور میرے درمیان کچھ اختلافات پیدا ہوگئے اور اس موضوع میں میری ساس سے دخل اندازی کرنا شروع کردی اور مجھے ایسی بات کہی جو لائق نہ تھی اس لیے میں اپنے آپ پر کنٹرول نہ کرسکا اور ساس کو کہنے لگا: تیری بیٹی کو طلاق طلاق طلاق، اور میں نے اپنے سسر کو فون کرکے کہا آپ کی بیٹی کو طلاق پھر میں اپنی بیوی کے کمرہ میں گیا اور اسے کہا: تجھے طلاق، یہ سب کچھ ساس کی اس کلام کی وجہ سے ہوا جو صحیح نہ تھی اور اس نے مجھے اس چیز پر مجبور کردیا جو طلاق کے مقصد کے بغیر تھی دوسرے دن میں اور بیوی دونوں ہی نادم ہوئے، میری بیوی نے ایک مولانا صاحب سے دریافت کیا تو مولانا صاحب نے دریافت کیا کہ آخری بار جماع کب ہوا تھا، تو بیوی نے جواب دیا طلاق سے دو دن قبل، مولانا صاحب نے کہا یہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود وسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اول:

طلاق کے الفاظ استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ طلاق نفس کو تسکین دینے اور غصہ ٹھنڈا کرنے یا پھر انتقام لینے کے لیے مشروع نہیں کی گئی، بلکہ طلاق تو ضرورت کے وقت اس یثاق اور معاہدے کو ختم کرنے لیے مشروع کی گئی ہے جو شادی کی شکل میں بہت پختہ معاہدہ ہے، اور جب بھی خاوند کو غصہ آئے اور وہ طلاق کے الفاظ نکالے تو ہوسکتا ہے وہ طلاق واقع بھی ہوجائے اور بیوی اس سے بائن ہوکر جدا ہوجائے، اور وہ اپنے خاندان اور گھر کا شیرازہ بکھیرنے کا سبب بن جائے حالانکہ وہ ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا

دوم:

مشروع طلاق وہ ہے جو آدمی اپنی بیوی کو حمل کی حالت میں دے، یا پھر ایسے طہر میں جس میں اس نے بیوی سے جماع نہ کیا ہو، لیکن ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں بیوی سے جماع کیا ہو یہ طلاق بدعی کہلاتی ہے اور کیا یہ طلاق واقع ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جمہور علماء کرام کے ہاں یہ طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور اسی طرح جمہور کے ہاں یہ بھی ہے کہ طلاق عدت میں بھی واقع ہوجاتی ہے، اس لیے اگر خاوند نے بیوی کو ایک طلاق دی اور بیوی کی عدت شروع ہوگئی اور خاوند نے اسے دوسری طلاق بھی دے دی تو دوسری طلاق بھی واقع ہوجائیگی، اور اگر وہ پھر اسے تیسری طلاق بھی دے دے تو یہ بھی واقع ہو جائیگی، اور اس طرح وہ بائن ہوکر اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے، اور یہ نکاح حلالہ نہ ہو بلکہ نکاح رغبت ہو

اس سے یہ واضح ہوا کہ یہ معاملہ بہت عظیم ہے، اور آپ کے منہ سے جو کلمہ نکلے گا اس کے نتائج بھی ہیں

لیکن بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ایسے طہر میں دی گئی طلاق جس میں بیوی سے جماع کیا گیا ہو وہ طلاق واقع نہیں ہوتی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ نے یہی اختیار کیا ہے، اور اس دور کے بہت سارے علماء کا بھی یہی فتوی ہے

مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

"طلاق بدعی کی کئی قسمیں ہیں:

کہ آدمی اپنی بیوی کو حیض یا نفاس کی حالت میں یا پھر ایسے طہر میں طلاق دے جس میں بیوی سے جماع کیا ہو، صحیح یہ ہے کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوگی " انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (58/20).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اللہ سبحانہ وتعالی نے مشروع کیا ہے کہ عورت کو حیض اور نفاس سے پاکی کی حالت میں طلاق دی جائے، اور اس حالت میں کہ اس طہر میں خاوند نے بیوی سے جماع نہ کیا ہو تو یہ شرعی طلاق ہے، اس لیے اگر اسے حیض یا نفاس میں یا پھر ایسے طہر میں طلاق دی جس میں اس نے بیوی سے جماع کیا تو یہ طلاق بدعی ہے، اور علماء کے صحیح قول کے مطابق یہ طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے :

اے نبی (اپنی امت سے کہو کہ) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو الطلاق (1).

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جماع کیے بغیر طہر کی حالت میں ہوں، اہل علم نے اس عدت میں طلاق کے متعلق یہی کہا ہے، کہ وہ جماع کے بغیر طہر میں ہوں یا پھر حاملہ ہوں، یہی طلاق عدت ہے " انتہی

دیکھیں : فتاوی الطلاق (44).

اس قول کی بنا پر آپ پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

106328